۲۷۔قال رسول اللہ ﷺ: وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اور اس شخص کا دین نہیں جسے وعدے کا پاس نہیں

(مسند امام احمد، رقم الحدیث 12383)

۱۔ امانت و دیانت اور ایفاء عہد وہ اعلیٰ اوصاف ہیں جن کا ہر مسلمان و مومن میں ہونا ضروری ہے ان اوصاف کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے یا خطبہ دیا کرتے تھے، تو امانت و دیانت اور ایفائے عہد کے بارہ میں ضرور تاکید فرمایا کرتے تھے اس لئے مومن کی فطرت ہی امانت و دیانت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کے اندر ان اوصاف کے جوہر فطری طور پر ہوتے ہیں جو زندگی کے ہر موڑ پر نیکی و بھلائی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح ایفاء عہد بھی فطرت سیلم اور ایمان کا خاصہ ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ جس آدمی کے اندر یہ اوصاف ہوں گے وہ دین و ایمان کی حقیقی لذت سے بھی

لطف اندوز نہیں ہو سکے گا، تاہم اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کا ایمان بالکل ہی ختم ہو جائے گا بلکہ ان اوصاف کی اہمیت و عظمت کی بنا پر مبالغہ سے کام لیا گیا اور تاکیدا اس طرح فرمایا گیا تاکہ ان کی اہمیت دلوں میں بیٹھ جائے۔

۳۔ انسان اللہ ربّ العزت سے عہد کرتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے سے بھی قول و قرار کرتا ہے، یعنی ایفاے عہد کا تعلق حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے ہے۔ بلاشبہ دینِ برحق دونوں حقوق کی ادائیگی سے عبارت ہے۔

۴۔ قرآن و حدیث کی رُو سے عہد یا وعدہ کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ عام طور پر لوگ عہد سے مراد صرف وہ قول و قرار لیتے ہیں جو معاملات طے کرتے، بالخصوص مالی معاملہ کے وقت کیا جاتا ہے، جب کہ وسیع مفہوم میں اس کا اطلاق مذہب، اخلاق، معاشرت، معیشت اور عام معاملات کی ان تمام صورتوں پر ہوتا ہے جن کا پابند رہنا شرعی، اخلاقی اور قانونی اعتبار سے فرض کے برابر ہے۔

۵۔ اللہ سے کیے گئے عہد کو توڑنا انتہائی سنگین جرم ہے اور بار بار اس جرم کو کرنے والے خیر کی قبولیت کی صلاحیت سے محروم اور رحمتِ الٰہی سے دُور کر دیے جاتے ہیں اور آخرت میں ان کا جو بدترین انجام ہو گا وہ علیحدہ ہے۔

۶۔ ایک حدیث کے مطابق ایفاے وعدہ ان خصوصی اوصاف میں شامل ہے جن سے مزین ہونے والوں کو جنت نصیب ہونے کی ضمانت دی گئی ہے۔ حضرت عبادہ ابن صامتؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے چھے چیزوں (کے پورا کرنے) کا ذمہ لے لو تو میں تمھارے لیے جنت کا ذمہ لیتا ہوں: اِضْمَنُوْا لِیْ سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمُ الْجَنَّۃَ (مسند احمد، سند الانصار، حدیث عبادۃ بن الصامت، حدیث: ۲۲۱۶۶) ان چھے باتوں میں سے اولین دو کا تعلق سچ بولنے اور وعدہ پورا کرنے سے ہے۔

۷۔ اس کے بر خلاف جو شخص اللہ کا نام لے کر عہد کرے اور پھر اسے توڑ دے تو وہ ایک حدیثِ قدسی میں مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ان تین افراد میں شامل ہو گا جن کے خلاف روزِ قیامت خود اللہ تعالیٰ خصم (فریقِ مقدّمہ) بنیں گے۔ حدیث کا متعلقہ حصہ ملاحظہ ہو:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، رَجُلٌ اَعْطیٰ بِیْ ثُمَّ غَدَرَ (بخاری، کتاب البیوع، باب اثم من باع حُرّاً) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن کا میں قیامت کے دن خصم بنوں گا [یعنی ان کے خلاف مقدمہ کھڑا کروں گا]۔ ان میں ایک وہ ہے جس نے میرا واسطہ دے کر کوئی معاہدہ کیا اور پھر اسے توڑ دیا۔

۸۔ بلاشبہہ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قیمتی سبق ملتا ہے کہ قول و قرار کی پابندی اور وفاے عہد مومن کی شان ہوتی ہے، جس سے وہ کسی قیمت پر دستبردار ہونا گوارا نہیں کرتا (سیرۃ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

۹۔ ان تفصیلات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ قرآن وحدیث کی نظر میں عہد کا پاس ولحاظ رکھنے اور وعدہ پورا کرنے کی بڑی اہمیت ہے اور یہ کہ عہد شکنی یا وعدہ خلافی ایک سنگین جرم یا بڑے گناہ کا کام ہے۔ یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ اللہ کے بندوں سے کیے گئے وعدے یا قول و قرار کی خلاف ورزی کا معاملہ اس پہلو سے بھی سنگین ہو جاتا ہے کہ یہ معاملہ حکمِ الٰہی کی سرتابی کے ساتھ اللہ کے بندوں کے لیے باعثِ زحمت و موجبِ تکلیف ہوتا ہے۔ قرآن کا یہ صاف اعلان ہے کہ اللہ ہرگز ایسے کام کو پسند نہیں فرماتا جس سے اس کے بندوں کو تکلیف پہنچتی ہے یا ان کے لیے ذہنی اذیت کا باعث بنتا ہے۔

۱۰۔ ان سب ہدایات و تعلیمات کے باوجود واقعہ یہ ہے کہ موجودہ معاشرے میں جو خرابیاں در آئی ہیں ان میں وعدہ خلافی نے ایک عام برائی کی شکل اختیار کرلی ہے۔ المیہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ اسے برائی بھی نہیں سمجھتے۔ لوگوں کے ذہنوں سے ایفاے وعدہ کی اہمیت نکلتی جارہی ہے۔ وعدہ خلافی کو بہت معمولی گناہ سمجھا جاتا ہے اور یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس کے لیے آخرت میں جواب دہ

ہونا پڑے گا، جب کہ قرآن میں بہت واضح طور پر خبردار کیا گیا ہے کہ عہد اور وعدے کی بابت باز پُرس ہو گی۔ یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ وعدہ خلافی خود برائی ہے اور بہت سی برائیوں کو جنم دیتی ہے جن میں غلط بیانی، کذب، حقیقی صورتِ حال پر پردہ پوشی، منافقانہ رویہ وغیرہ شامل ہیں۔

۱۱۔ اگر غور کیا جائے تو یہ واضح ہو گا کہ ایفائے وعدہ بہت سے فیوض وبرکات کا وسیلہ بنتا ہے۔ اول یہ کہ یہ دونوں اصحابِ معاملہ کے لیے نفع بخش ثابت ہوتا ہے ۔سب سے بڑی بات یہ کہ وعدہ پورا کرنے والے کو سکون واطمینان نصیب ہوتا ہے اور اس سے صاحبِ معاملہ کو بھی سہولت وراحت ملتی ہے۔ دوسرے یہ کہ وعدہ پورا کرنے والا وقت کے ضیاع سے خود محفوظ رہتا ہے اور دوسروں کو بھی اس سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس میں کیا شبہہ ہے کہ جو کام وقت پر انجام پا جاتا ہے وہ دونوں فریقِ معاملہ کے لیے وجہِ مسرت ہوتا ہے۔ تیسرے اس وصف کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے اعتماد قائم ہوتا ہے، یعنی وعدے کا پکّا قابلِ

اعتبار سمجھا جاتا ہے اور لوگ اس سے معاملہ کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ بلا خوف و خطر اس سے معاملات طے کرتے یا لین دین کرتے ہیں۔

۱۲۔ رہا یہ مسئلہ کہ اللہ کے بندوں میں یہ صفت کیسے پرورش پاتی ہے؟ قرآن کریم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ خوبی تقویٰ کے اثر سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ لوگ جو عہد کو پورا کرتے ہیں اور معاہدے کا پاس و لحاظ رکھتے ہیں، انھیں متقین سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ انھیں اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے (التوبہ ۹ :۷،۴)۔ بلا شبہہ اللہ ربّ العزت کی نگاہ میں محبوبیت کا مقام پالینا بہت بڑا اشرف و فضل ہے جو اللہ کے رحم و کرم سے عہد یا وعدہ کی حرمت و تقدس کا پاس و لحاظ رکھنے والوں کو عطا ہوتا ہے۔

۱۳۔ بلا شبہہ وہی شخص وعدہ پورا کرنے کا خوگر ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اور روزِ جزا اس کے حضور حاضری و باز پُرس کا احساس تازہ رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا دل وعدہ کی خلاف ورزی کے خیال سے ہی کانپ اٹھتا ہے، چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ وعدہ پورا کر کے رہتا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وعدہ پورا کرنے میں بڑی

سخت آزمایشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وقت کی قربانی ہے، اپنے ذاتی تقاضوں کو تیاگ دینا ہے، دوسرے کی ضرورت کو مقدم رکھنا ہے اور اپنے نقصانات کو گوارا کرنا ہے۔ اس کٹھن آزمایش سے وہی مومن کامیابی کے ساتھ نکل سکتا ہے، جس کا دل تقویٰ کا مسکن بن جائے اور جس پر اللہ ربّ العزت کے سامنے حاضری اور جواب دہی کا احساس غالب رہے۔

خلاصہ یہ کہ وعدہ پورا کرنا اہلِ ایمان کا امتیازی وصف ہے۔ اس سے ان کی شناخت بنتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وعدہ خلافی مومن کی شان کے خلاف ہے۔ عہد یا وعدہ کسی سے کیا جائے، اس کا پورا کرنا بلاشبہ قرآن و حدیث کی رُو سے لازمی ہے۔ اس کی خلاف ورزی ایک بدترین خصلت ہے اور عند اللہ انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ یہ برائی دنیا میں موجبِ وبال ہے اور آخرت میں وجہِ خسران اور باعثِ ذلت و رسوائی ہو گی۔ اللہ ربّ العزت ہم سب کو ایفاے وعدہ کی صفت سے متصف فرمائے اور ہمیں ان تمام باتوں و کاموں سے دور رہنے کی توفیق عنایت کرے، جو

اس کی ناپسندیدگی وناراضی کا باعث بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔